اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ،

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

کی

تفسیر

مُرَتَّبَہ

ڈاکٹر احمد توفیق

۶۲، مزنگ روڈ، لاہور (پاکستان)

شائع کردہ

محمد اشرف فاضلی اسلامک پروڈکشنز بڑھ پورہ سرینگر ۱۹۰۰۱۱ کشمیر

اگست ۱۹۸۶ء

ASL-133 Ahmad Deedat
AL-Quran The Ultimate Mirzcle
Islamic Book service New Delhi
75-Pages.

ASL 134 — M.A. fazili
Smajar The Suciety (what it should be)

ASL-135 — Bismillah ki Tafseer
Dr. Ahmad Tawfeeq Published by Mohd Ashraf Fazili
~~Aug~~ 1986 AD

ASL-136 Mujaza. Mohamadi ka Lafani Tasalsul
Rashid Khalife [illegible]
Translated by Ahmed Tawfeeq Lahore - 1976
Published by Mohamad Ashraf Fazili. [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝

پڑھ اپنے اس پروردگار کے نام سے جس نے تجھے پیدا کیا۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے یہ کتابچہ شایع کرنے کی توفیق ہمارے نصیب فرمائی۔ جب میں نے ڈاکٹر احمد توفیق صاحب لاہور کے نام ایک خط میں ان کی ہی ایک کتابچہ موسوم بہ "معجزۂ محمدیؐ کا لافانی تسلسل" کی شایع کرنے کے لئے اجازت کی درخواست کی تو اس کے جواب میں اُن کے فرزند جناب ڈاکٹر تمتقی توفیق صاحب نے کتاب شایع کرنے کی اجازت کے ساتھ ساتھ کتاب ہذا بھی مرحمت فرمائی۔ اور اس المناک خبر کا بھی تذکرہ فرمایا کہ ڈاکٹر احمد توفیق صاحب اپریل ۱۹۸۲ء میں ہی رحلت فرما گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان کی دینی خدمات کے لئے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

مجھے اُمید ہے کہ اس کتابچہ کے مضامین پڑھ کر عوام الناس اس سے مستفید ہو جائیں گے اور مجھ گنہگار کو بھی اپنی نیک دعاؤں میں شامل فرمائیں گے۔

۱۹ ذی الحج ۱۴۰۳ھ

مطابق ۲۶ راکتوبر ۱۹۸۳ء

احقر العباد

محمد اشرف فاضلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذات باری تعالیٰ نے اسلام کی شریعت کو بہت آسان اور سہل بنایا ہے اس شریعت میں خوبیوں کی بھرمار ہے۔ اس میں عمل مختصر اور ثواب کی افراط ہے۔ دوسرے لفظوں میں محنت کم اور مزدوری زیادہ ہے۔ اسلام اس بات کی تعلیم نہیں دیتا کہ بندہ دنیا کے معاملات سے دور ہو جائے۔ بلکہ دنیاوی معاملات میں دین کی مناسبت شامل ہے۔ رحمت للعالمین ؐ نے ہر نقل و حرکت، ہر وقت، ہر مقام کے لئے بنی نوع انسان کو کچھ دعائیں عطا فرمائی ہیں، جن کے پڑھتے رہنے سے دنیاوی معاملات میں حائل ہوئے بغیر ذکر الٰہی ہو جاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کا دراصل مقصد یہ ہے کہ بندہ کو معبود سے اور مخلوق کو خالق سے وابستہ کر دے۔ اسلام ایک تہذیب کا گہوارہ بھی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا وجود خلوص دل سے ملحوظ رکھا جائے تو تہذیب کا پہلا اصول یہ بتاتا ہے کہ سب سے پہلے اللہ کی تعریف و تحسین ہے، اس وجہ سے ہر مسلمان کا اولین فرض ہے کہ ہر کام کو اللہ تعالیٰ رحیم و کریم کے نام سے شروع کرے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! ایک مختصر سا جملہ ہے جس کے پڑھنے میں نہ کوئی دقت نہ کوئی محنت درکار ہے۔ مگر بلاشبہ فوائد کا منبع ہے۔ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے اس کی تلاوت کی جا سکتی ہے۔

ملاحظہ فرمایئے کہ جس وقت آپ کھانے کا نوالہ منہ میں ڈالتے ہیں تو کبھی آپ نے یہ بھی سوچا کہ یہ نوالہ کن کن مرحلوں سے گزر کر آپ کی منہ کی زینت بنا ہے، یا جب پانی پیتے ہیں تو کبھی آپ نے خیال فرمایا کہ یہ پانی کن کن مراحل سے گزر کر پانی بنا اور

کس طرح آپ تک پہنچا کہ آپ کی پیاس بجھائے اور جو کچھ انسان نے بنایا ہے۔ اس کا مال مصالحہ تو اللہ تعالیٰ ہی نے فراہم کیا ہے، اس کے بنانے کے لئے دماغ بھی اللہ تعالیٰ ہی نے عطا فرمایا ہے تو انسان کو غرور کس بات کا ہے اس ذات باری تعالیٰ کی تعریف اور اس کی رحمانیت کا اقرار بندہ کا فرض ہے۔ اس آیت کا ورد کرنا آپ کا کام ہے۔ جب جبرئیلؑ وحی لے کر تشریف لاتے تو سب سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تلاوت فرماتے، اسی لئے اسلامی تعلیمات کا ایک اہم جز و بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے جس کی تلاوت ہر صاحب ایمان پر لازم ہے۔ یہ ایک کیمیا ہے جو خاک کو سونا بنا دیتی ہے۔ حضرت محمدؐ کا ارشاد ہے۔

كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَمْ يُبْدَأْ بِسْمِ اللهِ فَهُوَ أَقْطَعُ۔ (حدیث نبویؐ)

جو معتدبہ کام بسم اللہ سے نہ شروع کیا جائے وہ بے برکت ہے۔

تفسیر امام زہری میں وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى (پارہ ۲۶: رکوع ۱۱)

کلمہ تقویٰ سے مراد بسم اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام اور تمام مسلمانوں کو اس کا پابند بنایا ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ۳ فائدے حاصل ہوتے ہیں:

۱۔ جو شخص یہ پڑھے گا وہ بُرے کاموں سے بچ جائے گا۔ کیونکہ اس کے دل میں یہ سوچ ہوگی۔ اگر وہ بُرا کام کرے تو کیا وہ اللہ تعالےٰ کا نام لینے میں حق بجانب ہوگا۔

۲۔ اس آیت کے پڑھنے سے خیال فکر کی اصلاح ہوگی۔ اور اس کی ذہنیت ٹھیک ہوگی۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی تائید اور توفیق اس کی حامل ہوگی۔

قرآن مجید میں اس آیت کی جگہ

یہ ایک سوال ہے جس کے متعلق علمائے اکرام میں کافی اختلاف رائے ہے یہ اختلاف اس وجہ سے پیدا ہوا کہ یہ آیت ہر سورت (سوائے سورہ توبہ) کے آغاز میں ایک مستقل

آیت کی حیثیت سے موجود ہے اور کسی سورت میں سوائے سورہ النمل کی تیسویں آیت کے اس کے جزو کی حیثیت سے موجود نہیں ہے۔

سورہ النمل میں

اِنَّہٗ مِنۡ سُلَیۡمٰنَ وَ اِنَّہٗ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۳۰﴾ اَلَّا تَعۡلُوۡا عَلَیَّ وَ اۡتُوۡنِیۡ مُسۡلِمِیۡنَ ﴿۳۱﴾ سورۂ نمل پارہ ۱۹ رکوع ۱۷۔

"یہ نامہ سلیمان کی طرف سے ہے اور بے شک اسی اللہ کے نام سے شروع ہے جو مہربان اور رحیم ہے کہ تو مجھ سے سرکشی نہ کرو اور مطیع ہو کر (مسلمان ہو کر) میرے پاس چلی آؤ۔ قطعاً ایک جزو کی حیثیت سے موجود ہے۔

لہٰذا اختلاف رائے یہ ہے کہ یہ کسی خاص سورہ کا جزو ہے۔ یا یہ متبرک آغاز اور علامت امتیاز کی حیثیت سے مثبت ہے۔ مدینہ، بصرہ اور شام کے علمائے کرام اور فقہا کی رائے میں یہ کسی بھی سورہ کا حصہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہر سورہ کے شروع میں بطور تبرک ثبت کی گئی ہے اور جب قاری اس آیت سے کسی سورہ کا آغاز کرتا ہے تو اس سے برکت ملتی ہے۔ یہ خیالات حضرت امام ابو حنیفہؒ اور ان کے پیروکاروں کے ہیں۔ حضرت امام شافعیؒ اور ان کے اصحاب جو مکہ مکرمہ اور کوفہ سے تعلق رکھتے ہیں، ان کا خیال ہے کہ یہ آیت تمام سورتوں (ماسوا سورۃ توبہ) کا ایک جزو ہے۔

مولانا حمید الدین فراہیؒ فرماتے ہیں کہ یہ سورہ فاتحہ کی ایک آیت ہے، اور دوسری سورتوں میں بطور تبرک استعمال ہوتی ہے۔ راشد خلیفہ کا خیال ہے کہ کیوں کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ایک پوری سورت کے ساتھ نازل ہوا ہے اس لئے وہ سورۃ الفاتحہ کا جزو ہے اور دوسری سورتوں میں بطور تبرک استعمال ہوتا ہے۔

صحیح حدیث ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ سورہ ملک میں ۳۰ آیات ہیں (سورۃ من القرآن ثلثون آیۃ) سورہ ملک میں ۳۰ آیات ہیں اور بسم اللہ الرحمن الرحیم!

ایک اضافی آیت ہے۔ اس سے اس بات کی شہادت ملی کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کو سورۃ الفاتحہ کا جزو ہے وہ دوسری سورتوں میں بطور تبرک استعمال کیا گیا ہے۔

سورہ توبہ کے آغاز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ لکھنے کے متعلق کچھ اقوال

۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم سورۃ فاتحہ کی ایک آیت ہے اور ہر سورہ کا فاتحہ ہے۔ قرآن مجید کا طریقہ نزول اور جس طرح سے محفوظ ہوا ہے اس دعوے کی دلیل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس کا عند المطلب یہ ہوا کہ یہ آیت ہر سورت کے آغاز میں اللہ ہی کے حکم سے ثبت نہ کی گئی ہوتی تو کوئی دوسرا اس کا مجاز نہ تھا۔ کہ اس کو خود لکھ دیتا خواہ تبرکاً ہی سہی۔ اس دلیل کو یہ بات مزید تقویت پہنچاتی ہے کہ جب سورہ توبہ کے آغاز میں صحابہ کرام کو بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی نہ ملی تو انہوں نے اسے بغیر بسم اللہ الرحمن الرحیم ہی مصحف میں درج فرمایا۔ مولانا مودودی حضرت امام رازی کی روایت سے متفق ہیں

۲۔ حضرت جبرئیلؑ نے اس کے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ پڑھی اسی لئے رسول اکرمؐ نے یہاں بسم اللہ لکھنے کی اجازت مرحمت نہیں فرمائی۔

۳۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم آمان ہے اور سورۃ توبہ آمان اُٹھانے کے لئے نزول ہوئی ہے۔ اس وجہ سے یہاں بسم اللہ الرحمن الرحیم استعمال نہیں ہوا۔

۴۔ حضرت براءؓ کا خیال اقدس ہے چونکہ یہ سورتوں میں آخری سورۃ یہی ہے۔ اس وجہ سے بسم اللہ الرحمن الرحیم سے مبرا ہے (خزائن الفرقان و روح البیان)۔

۵۔ بعض علما کا خیال ہے کہ سورہ توبہ کا الحاق پچھلے پارہ سے ہے۔ اس لئے یہ ضروری نہ سمجھا گیا کہ یہاں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا استعمال کیا جائے۔ سورہ توبہ کی آیتیں اتنی ضروری ہیں کہ اس وجہ سے اسے الگ شروع کیا گیا ہے۔

۶۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ قرآن مجید میں ۱۱۴ آیتیں ہیں اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۱۱۳ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ سورہ النمل کی نمبر ۳۰ آیت میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایک جزو کی طرح استعمال ہوا ہے اور اس طرح بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قرآن مجید میں ۱۱۴ مرتبہ آیا ہے۔

فضیلت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت جابرؓ بن عبداللہؓ راوی ہیں کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے نزول کے وقت بادل اور مشرق کی طرف سے چلنے والی ہوائیں رک گئیں، سمندروں میں طوفانی کیفیت ہوگئی جانوروں نے سننے کے لئے کان لگا دیئے۔ شیطان پر انگاروں کی مار پڑی۔ رب العزت نے اپنے جلال کی قسم کھائی، کہ جس بیمار پر یہ پڑھا جائے گا اس کو شفا ہوگی۔ اور جس پر پڑھا جائے گا اس کا شفا ہوگی۔ اور جس پر پڑھا جائے گا اس میں برکت ہوگی اور جو شخص بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتا ہے گا وہ جنت میں جائے گا۔

حضرت طاوسؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے حضرت عثمان ابن عفانؓ نے رسول اکرمؐ سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے متعلق دریافت فرمایا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے ناموں سے ایک نام ہے۔ اللہ کے اسم اعظم میں سے ایک ہے اور اس کا ایسا ہی تعلق اور اتصال ہے۔ جیسے آنکھ کی سفیدی اور سیاہی سے۔

حضرت انس بن مالکؓ راوی ہیں کہ آں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے

ایسی چیز پر جس پر بسم اللہ تحریر ہو اس کو زمین پر سے اُٹھایا کہ اللہ کے نام کی تعظیم و تکریم پامال نہ ہو تو اللہ تعالےٰ اس کا نام صدیقین کی فہرست میں لکھ دیں گے۔ اور اس کے والدین کا عذاب ہلکا ہو جائے گا۔ باوجودیکہ وہ مشرک ہی کیوں نہ ہوں۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ شیطان اپنی عمر میں ۳ بار رویا۔ پہلی مرتبہ جب اس کو مطعون اور مردود بنا کر ملائکہ سے خارج کر دیا گیا۔ دوسری مرتبہ آں حضرتؐ کی ولادت پر اور تیسری مرتبہ جب سورہ الفاتحہ کا نزول ہوا جس کا آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا نزول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جس کا ورد ہمہ وقت ساتوں آسمانوں پر ہوتا ہے۔ پہلی آیت تھی جو حضرت آدمؑ پر نازل ہوئی۔ انہوں نے فرمایا کہ جب تک میری اولاد اس کا ورد کرے گی ہر بلا اور عذاب سے محفوظ رہے گی۔

اس کے بعد اس کا نزول حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ پر ہوا۔ اس کی تلاوت اُنہوں نے اس وقت فرمائی جب انھیں آگ میں پھینکا جا رہا تھا۔ اسی وقت آگ سرد ہو گئی، اس کے بعد اس آیت کو اُٹھا لیا گیا۔

پھر اس کا نزول حضرت موسیٰؑ پر ہوا۔ اسی کی خیر و برکت سے وہ فرعون اور اس کے لشکر پر حاوی ہو گئے۔ اس کے بعد یہ آیت حضرت سلیمانؑ پر نازل ہوئی اور جس چیز پر وہ اس کی تلاوت فرماتے وہ ان کی تابع ہو جاتی۔ اسی آیت کے نزول پر ملائکہ نے بہ یک زبان فرمایا تھا کہ بخدا آپ کی سلطنت کامل ہو گئی۔

جب حضرت سلیمانؑ پر اس آیت کا نزول ہوا تو اُنہوں نے بنی اسرائیل میں منادی کرا دی وہ محراب داؤد میں وعظ فرمائیں گے۔ جتنے عابد و زاہد تھے فوراً وہاں

پہنچ گئے۔ حضرت سلیمانؑ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کی تلاوت فرمائی تو یک زبان یہ صدا گونجی کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں اسی آیت کی برکت سے انہوں نے دنیا کے سلاطین کو مطیع کیا۔

اس کے بعد یہ آیت حضرت عیسیٰؑ ابن مریم پر نازل ہوئی۔ اس وحی میں رب العزت جل جلالہ نے ارشاد فرمایا: "اے کنواری مریم (بتول) کے فرزند۔ کیا تمہیں پتہ ہے کہ کون سی آیت کا تم پر نزول ہوا ہے؟ یہ آیت آمال یعنی فرمان باری تعالیٰ بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے۔ اس کو تم ہر حالت میں اٹھتے بیٹھتے، لیٹتے کھاتے پیتے کثرت سے پڑھا کرو۔ جو شخص اس کی باقاعدہ تلاوت کرے گا تو روز آخرت میں اس کے اعمال نامہ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کا آٹھواں درجہ ہو گا۔ اور وہ مجھے رب العزت ملنے والا ہو گا اسی لئے اس کو جنت میں جگہ ملے گی۔ اس کو اپنی نماز اور قرآت میں پڑھنا چاہئے۔ کیوں کہ جس نے ایسا کیا اس کے لئے ڈر اور خوف مفقود ہو جائے گا۔ اس پر موت کی سختی اور عذاب قبر آسان ہو جائے گا۔ میں اس کی قبر کو کشادہ اور تا حد نظر روشن کر دوں گا۔ جب میں اس کو قبر سے نکالوں گا تو اس کا بدن گورا اور چہرہ پُر نور ہو گا۔ میں اس سے بہت نرم حساب لوں گا۔ اور اس کو نور کامل عطا کروں گا۔ اس کا داخلہ جنت میں اس منادی کے ساتھ ہو گا۔ "وہ سعید اور مغفور ہے"۔

حضرت عیسیٰؑ نے عرض کی۔ "اے میرے اللہ۔ اے میرے رب! کیا یہ انعام خاص میرے لئے ہے؟ فرمان الٰہی ہوا۔ "ہاں تمہارے لئے اور تمہارے پیروکاروں کے لئے اور تمہارے بعد افضل الانبیاء احمد مصطفےٰؐ اور ان کی امت کے لئے خاص انعام ہے"۔

حضرت عیسیٰؑ نے اپنے پیروکاروں کو آنحضرتؐ کی آمد کی بشارت فرمائی وہ صاحب اوصاف و کمالات ہوں گے۔ وہ افضل الانبیاء اور خاتم النبیینؐ ہوں گے۔

ان سے پختہ عہد لیا کہ وہ ان پر ایمان لائیں گے۔ جب اللہ تعالےٰ نے انہیں آسمان کی طرف اُٹھایا تو انہوں نے اپنے پیروکاروں سے اس عہد کی تجدید کی۔ آہستہ آہستہ ان کے پیروکار گزر گئے۔ ان کے بعد لوگ نہ صرف گمراہ ہوئے بلکہ دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ اور دین کی جگہ کُلّی دنیا میں مصروف ہو گئے۔ اس وقت یہ آیت نصرانی کے سینوں سے اٹھالی گئی۔ وہ صرف چند دلوں میں رہ گئی جیسے بحیرا راہب وغیرہ نصرانی جو انجیل پڑھنے والوں میں صاحب اسلام ہے۔

جب اللہ تعالےٰ نے حضرت محمدؐ کو مبعوث فرمایا تو مکہ معظمہ میں سورہ الفاتحہ کا نزول ہوا جس کا آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم سے ہوا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کو ہر صورت، ہر خط اور ہر کتاب کے شروع میں لکھا جائے۔ اس سورت کا نزول رحمتہ العالمینؐ کے لئے باعث فتح و کامرانی ہوا۔ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی عزت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو کوئی پختگی ایمان سے اس کی تلاوت کرے گا۔ وہ برکت کا حامل ہوگا۔ جب کوئی اس کی تلاوت کرتا ہے تو جنت سے آواز آتی ہے: "لبیک وسعدیک" اور الٰہی اس بندہ کو بسم اللہ الرحمن الرحیم کے طفیل جنت عطا فرما۔ اور جنت جب کسی کے لئے دُعا کرتی ہے تو لازماً اس کو جنت نصیب ہوتا ہے۔

فرمان رسولؐ اللہ ہے کہ جس دُعا سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ لیا جائے تو وہ دُعا ہمیشہ منظور ہوتی ہے اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن میری اُمت بسم اللہ الرحمن الرحیم کی تلاوت کرتے ہوئے آگے بڑھے گی۔ اور اعمال کے میزان میں ان کی نیکیاں وزنی ہوں گی۔ اس وقت دوسری اُمتیں گلہ شکوہ کریں گی کہ اُمت محمدیؐ کے اعمال اتنے وزنی ہیں تو انبیاء کرام ارشاد فرمائیں گے کہ اس اُمت کے کلام کا آغاز رب العزتؓ کے ایسے ۳ ناموں سے ہوا ہے

کہ اگر اس کو ترازو کے ایک پلڑہ میں رکھا جائے اور مخلوق کی برائیوں کو دوسرے پلڑہ میں تو اُمتِ محمدیؐ کا پلڑہ بھاری ہوگا۔

حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو ہر مرض کی شفا، ہر درد کا مددگار، ہر فقیر کے لئے تونگری، آتش دوزخ سے پردہ، زمین دھنسنے سے امان۔ صورت کو مسخ ہونے اور سنگی پڑنے سے محفوظ رہنے کا ذریعہ بتایا ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کو خالی ۷۸۶ لکھنا میری ناقص رائے میں ٹھیک نہیں مطلب تو اس سے پورا نکلتا ہے۔ مگر قرآن مجید کی زبان چھوڑ کر حروف ابجد پر انحصار کرنے سے پورا مفاد حاصل نہیں ہو سکتا اس آیت مبارکہ کو پوری طرح استعمال کرنا چاہیئے۔

بسم اللہ کی تفسیر

عطیہ عوفیؒ نے ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے بیان فرمایا کہ حضرت مریمؑ نے حضرت عیسیٰؑ کو استاد کے پاس تعلیم کے لئے بھیجا تو استاد نے اُن سے کہا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھو۔ حضرت عیسیٰؑ نے ان سے پوچھا کیا آپ کو اس کے معنوں کا پتہ ہے؟ استاد نے نفی میں جواب دیا۔ تو حضرت عیسیٰؑ نے تشریح فرمائی "ب" اللہ کی روشنی ہے۔ "س" اس کی بلندی اور "م" اس کی مملکت ہے۔

حضرت ابو بکر وراقؒ نے بسم اللہ کی تفسیر کے متعلق کچھ اظہار خیال فرمایا ہے۔ ان کے بموجب بسم اللہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور اس کے ایک ایک حرف کی الگ الگ تفسیر ہے۔ اس کے مطابق "ب" کے چھ معنی ہیں:۔

۱۔ باری: جس کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش سے زمین تک ہر چیز کا خالق ہے۔

جس کا ثبوت اللہ تعالیٰ کے ارشاد ھُوَ اللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ (پارہ ۲۸ رکوع ۶) ہے

۲۔ بصیر : اس کے معنی یہ ہیں کہ عرش سے زمین تک اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر نظر رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝

۳۔ باسط : سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش سے زمین تک رزق میں کشادگی پیدا کرتا ہے جیسے کہ ارشاد ہے۔ اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَاءُ۔

(آیت ۲۶ سورہ رعد پارہ ۱۳ رکوع ۹)

۴۔ باقی : سب فنا ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ باقی رہ جائے گا۔ جیسے کہ ارشاد ہے۔ کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ ۝ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ (پارہ ۲۷ رکوع ۱۲)

۵ باعث : عرش سے زمین تک ہر مخلوق کو مرنے کے بعد عذاب اور ثواب کے لئے اٹھانے والا جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:
وَاَنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ۔ (سورہ حج پارہ ۱۷ رکوع ۷)

۶۔ بَرّ : عرش سے زمین تک اللہ تعالیٰ مومنوں سے احسان کرنے والا ہے جیسے کہ ارشاد ہے۔ اِنَّہٗ ھُوَ الْبَرُّ الرَّحِیْمُ ۝

اسی طرح "س" کی ۵ صورتیں ہیں:

۱۔ سمیع : عرش سے زمین تک تمام مخلوق کی آواز سننے والا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّھُمْ وَنَجْوٰھُمْ۔

(پارہ ۲۵ رکوع ۱۲)

۲۔ سَیِّد : عرش سے زمین تک اس کی سرداری ہے جس کی شہادت اَللّٰہُ الصَّمَدُ سے ملتی ہے۔

۳۔ سَرِیْعُ الْحِسَاب : عرش سے زمین تک سب کا محاسبہ کرنے والا جس کی شہادت

وَاللّٰہُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ؁ (سورہ بقرہ پارہ ۲ رکوع ۹)

۴ر سلام : عرش سے زمین تک سب مخلوق کو سلامتی عطا فرمائی ہے۔ اس کی تصدیق اَلسَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ (پارہ ۲۸ رکوع ۶ ہے)

۵ر ساتر : اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے گناہوں پر پردہ ڈالنے والا ہے جس کا ثبوت غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ۔ پارہ ۲۴ رکوع ۶ ہے یہاں پر غافر کے معنی ساتر کے ہیں یعنی پردہ ڈالنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے بارہ اسماء حسنیٰ کی طرف "م" سے اشارہ ہوتا ہے:

۱ر مَلِکُ الْخَلْق : جس کا مطلب مخلوق کا حاکم ہے جس کی وضاحت (۱۹) اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ پارہ ۲۸ رکوع ۶ ہے۔

۲ر مالکُ الْخُلْق : بمعنی مخلوق کا مالک جس کا اشارہ مٰلِکَ الْمُلْکِ پارہ ۳ رکوع ۱۱ میں ہے۔

۳ر مَنّانٌ علی الْخَلْق سے مراد مخلوق پر احسان کرنے والا ہے جس کی وضاحت بَلِ اللّٰہُ یَمُنُّ عَلَیْکُمْ۔ سورہ حجرات پارہ ۲۶ رکوع ۱۳ میں ہے۔

۴ر مجید : اس کا مطلب اللہ تعالیٰ بزرگی و مجد اعلیٰ ہے۔ اس کی طرف اشارہ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِیْدُ۔ سورہ بروج پارہ ۳۰ رکوع ۱ میں ہے

۵ر مومن : اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوق کو امن و امان عطا فرماتا ہے جس کی وضاحت وَاٰمَنَھُمْ مِّنْ خَوْفٍ سورہ قریش پارہ ۳۰ رکوع ۳۳

۶ر مُھَیْمِنُ : اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوق سے آگاہی رکھتا ہے جس کی وضاحت اَلْمُؤْمِنُ الْمُھَیْمِنُ۔ پارہ ۲۸ رکوع ۶ میں فرمائی ہے۔

۷ مُقْتَدِرُ : اللہ تعالیٰ عرش سے فرش تک اپنی تمام مخلوق پر قدرت رکھنے والا ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ۔ ۵۵

سورہ قمر پارہ ۲۷ رکوع ۱۰

۸۔ مقیت : اللہ تعالے عرش سے فرش تک ایسی تمام مخلوق کی نگہبانی کرنے والا ہے جیسے ارشاد باری تعالیٰ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ۸۵

سورۂ نسا پارہ ۵ رکوع ۸

۹۔ مُکرّم : اللہ تعالے اپنے سارے عالموں میں اپنے دوستوں کو عزت دینے والا ہے، جس کی وضاحت وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ اٰدَمَ ۔ آیت ۷۰ سورہ بنی اسرائیل پارہ ۱۵ رکوع ۷ ہے۔

۱۰۔ منعم : اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو اپنی نعمتوں سے لاد دیا، جیسا کہ ارشاد ہے وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ۔

پارہ ۲۱ رکوع ۱۲

۱۱۔ مُفضّل : عرش سے فرش تک اپنی مخلوق پر مہربانی فرمانے والا ۔ جیسا کہ ارشاد ہے : اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ پارہ ۲۸ رکوع ۶

لفظ اللہ کے معنی ــــ مختلف خیالات

اسم اللہ کی تشریح اور تفسیر میں علمائے کرام میں کافی سے زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے خلیل رح ابن احمد رح اور ان کی جماعت کا تاثر یہ ہے کہ اللہ ربّ العزّت کا ایسا نام ہے جس میں اس کو کوئی شریک نہیں ہے ۔ فرمان باری تعالے ہے هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ۔ (کیا اس کا کوئی ہم نام تم کو معلوم ہے؟) اس سے خلیل کا مطلب یہ ہے

کہ اسم اللہ کے علاوہ اللہ کے دوسرے نام مشترک ہیں۔ اللہ تعالےٰ پر ان ناموں کا اطلاق حقیقی ہوتا ہے اور دوسروں پر بطور مجاز لفظ اللہ مشترک نہیں ہے۔ اور بطور مجاز بھی اس کا اطلاق کسی اور پر نہیں ہوتا۔ کیوں کہ اس کے اندر ہمہ گیر مالکیت کا مفہوم پنہاں ہے اور باقی تمام معنی اس کے تحت ہیں۔

اگر لفظ اللہ میں سے "الف" کو حذف کردیں تو "للہ" رہ جاتا ہے۔ اگر پہلے "ل" کو بھی نکال دیں تو "لہ" رہ جاتا ہے اور اگر دوسرے "ل" کو بھی نکال دیں تو "ھو" رہ جاتا ہے۔

بعض علما لفظ اللہ کو عَلَم نہیں کہتے اس کو علم مشتق کہتے ہیں۔ اس چیز کو سمجھ لینے کے بعد مختلف علمانے اظہار خیال فرمایا ہے۔

نضر بن شمیل رح کا خیال ہے کہ لفظ اللہ "تَاءلہ" سے بنا ہے۔ جس کے معنی بندگی اور عبادت کے ھیں۔ اَلَہَ اِلٰہَۃً (باب فتح) استعمال ہوتا ہے جیسے "عبدہٗ" "عبادۃً" (اس نے عبادت کرنے کے طریقے سے عبادت کی) سے بعض کا خیال ہے یہ لفظ "آلہ" سے مشتق ہے جن کے معنی اعتماد کرنے والے ہیں۔ اس صورت میں اللہ کو "الٰہ" کہنے کی وجہ یہ ہے کہ مصیبت کے دوران بندہ گھبرا کر اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع ہوتا ہے اور گریہ وزاری کرتا ہے۔ اللہ ان کو پناہ دیتا ہے اس لیے "الٰہ" کے معنی ہوئے وہ ذات جس کی پناہ لی جائے۔

ابو عمرو بن علاء رح کی رائے میں "الٰہ" کی مناسبت "الھت فی الشی (میں اس بات سے متحیر ہوگیا) سے ہے۔ پریشانی کے عالم جب عقل انسانی ایک قسم سے بیکار ہوجاتی ہے تو فوراً "اللہ" یاد آتا ہے۔ عقل انسانی اللہ تعالےٰ کی عظمت و انصاف کی چھپی ہوئی حقیقت معرفت سے حیران ہے۔ اسی لئے "الٰہ" یعنی حیرت میں ڈالنے والا قرار پایا ہے۔

مبرد (نحوی رح) فرماتے ہیں کہ یہ لفظ اَلِھتُ سے مناسبت پذیر ہے۔ مثال کے طور پر انھوں نے بتایا "اَلِھتُ اِلیٰ فلان" یعنی میں نے اس شخص کے پاس

آرام وسکون پایا۔ اگر اس پس منظر میں اس آیت کو پڑھیں "اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ" جس کے معنی ہیں "آگاہ ہو کہ اللہ کے ذکر سے لوگ چین اور آرام پاتے ہیں"۔ تو یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔

بعض علما کا خیال ہے" الہ" کی اصل" وَلہ" سے مشتق ہے اور اس کا اصل مادہ" ولہ" ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی عزیز نظروں سے اوجھل ہو جائے تو وہ ہوش و حواس کو کھو دیتا ہے اور عقل سے عاجز آجاتا ہے۔ اسی طرح جب کوئی اللہ کو یاد کرتا ہے تو شوق عبادت، غلبہ محبت اور بیقراری دل سے اس کے ہوش و حواس غائب ہو جاتے ہیں اسی بنا پر اس کا یہ نام رکھا گیا ہے۔

بعض کا خیال ہے یہ اصل میں "لُوْہ" ہے اور اسی سے "وَلُہٗ" بنا ہے۔ وَلہ کے معنی پردے میں چھپے رہنا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت دلائل و شواہد کے ساتھ ظاہر ہے اور باعتبار کیفیت وہ اوہام سے پردے میں چھپا ہوا ہے۔ کچھ کا خیال ہے الہٗ کے معنی بلند و بالاتر ہیں۔ چند اس کے معنی ایجاد کی قدرت رکھنے والا اور بعض اس کو سردار کے مفہوم میں لیتے ہیں۔

اگر ہم اس بات کا تصوّر کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ایک ذات ہے اور رسول اکرمؐ ایک جزو اعظم ہیں اور کائینات کی ہر اشیا ایک جزو ہے تو مفہوم اللہ صاف ہو جاتا ہے۔

کچھ حرف "ب" کے متعلق خیالات

حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ جو کچھ کتاب میں ہے وہ قرآن میں ہے اور جو کچھ قرآن میں ہے وہ الفاتحہ میں ہے اور جو کچھ الفاتحہ میں ہے وہ بسم اللہ الرحمن الرحیم میں ہے۔

اور جو کچھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں ہے وہ "ب" میں ہے اور جو کچھ ب میں ہے وہ "ب" کے نقطہ میں ہے جو "ب" کے نیچے ہے۔

حضرت عبدالکریم جیلی قدس سرہٗ رقمطراز ہیں: "اور جاننا چاہیے کہ وہ نقطہ جو "ب" کے نیچے ہے اول ہر سورت ہے کتاب اللہ ہے۔ اس حرف مرکب ہے نقطہ ہے اور ہر سورت کے لئے ایک حرف ہے جو اس کا اول ہے۔ اور ہر حرف کے لئے نقطہ اس کا اول ہے پس لازم آیا کہ نقطہ اول پر سورت ہے۔ کتاب اللہ سے اور جب کہ نقطہ ایسا تھا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔

"ب" اور اس میں نسبت کاملہ تھی۔ جیسا کہ اس کا بیان آگے آئے گا تو "ب" اول ہر سورت میں بوجہ کل سورتوں میں لزوم بسملہ کے لئے۔ یہاں تک کہ سورۃ براۃ (سورۃ توبہ) میں بھی کیونکہ اس میں بھی اول حرف "ب" ہے۔ پس اس سے یہ لازم آیا کہ کل قرآن ہر سورت میں کتاب اللہ ہے۔ جیسا کہ حدیث میں بیان کیا ہے۔ پس اسی حق سبحانہٗ و تعالےٰ ہر ایک مکمالہ ہے نہ تجزی (ٹکڑے۔ ٹکڑے) ہوتا ہے نہ تبعض (علیحدہ علیحدہ) ہوتا ہے پس نقطہ اشارہ ہے، ذات باری تعالےٰ کی طرف جو کہ غائب ہے۔ ظہور میں بسبب اپنی تخلیق کے"۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں حرفِ الف کیوں حذف کیا گیا ہے

حضرت جیلیؒ قدس سرہٗ سے کسی نے دریافت کیا۔ "کیا سبب ہے کہ "الف" بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں گرا دیا گیا اور اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ میں نہ گرایا گیا۔ آپ نے اس کی وضاحت فرمائی"۔ اس لئے کہ اضافت اسم کی یہاں پر اللہ

کی طرف ہے جو جامع ہے اور مقید کسی صفت کا نہیں ہے۔ وہاں پر اسم کی اضافت رب
کی طرف ہے اور رب کے لئے عبد مربوب کا ہونا ضروری ہے۔ پس یہ محال ہے "ب"
اس کے ساتھ اس محل میں متحد ہو اس لئے کہ جب عبودیت دور ہو جائے گی تو ربوبیت
بھی دور ہو جائے گی۔ لیکن الوہیت ایسی صفت ہے کہ وہ عبودیت کے زائل ہونے سے زائل
نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ اسم (اللہ) جامع ہے کل مراتب کا۔ پس عبد نہیں رہے گا جیسا کہ نہ
تھا۔ اور رب کہا جائے گا۔ جیسا کہ ہمیشہ تھا جو کہ ایک مرتبہ ہے۔ مراتب الوہیت سے۔
پس الوہیت کسی طرح زائل نہ ہوگی۔ پھر جب کہ اندراج "الف" نے اس محل میں اثر کیا۔
اور "الف" "ب" کے ساتھ متحد ہو گیا تو لفظ" وحطا" ساقط

پس بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حقیقت محضہ ہے اور "اقراء باسمک ربک" شریعت
محضہ ہے۔ کیا نہیں دیکھتا ہے تو کہ وہ پڑھا جاتا ہے۔ اقراء اور لفظ اقراء امر ہے اور
امر مختص بالشرائع ہے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم غیر مقید ہے۔ امر سے اور غیر امر سے۔

۱۹۷۶ء میں راشد خلیفہ نے نئے تجزیہ کے ساتھ ایک انگریزی میں مقالہ لکھا
جس کا عنوان THE PERPETUAL MIRACLE OF MOHAMMAD (P.B.U.H) ہے
ترجمہ راقم نے معجزہ محمدی کا لافانی تسلسل کے نام سے شائع کیا ہے وہ قرآن مجید کی حسابی
تکمیل ہے۔ اس مقالہ میں زیادہ تفصیل کے بغیر مختصراً یہ کہا جائے کہ وہ مقالہ بسم اللہ
الرحمٰن الرحیم کے ۱۹ حروف پر مبنی ہے۔ ان کے نزدیک ۱۹ قرآن مجید کی حسابی کلید ہے۔
مثلاً اسم قرآن مجید میں ۱۹ مرتبہ آیا ہے۔ اللہ کی گنتی ۲۶۹۸ (۱۹×۱۴۲) ہے۔
الرحمٰن ۵۷ (۱۹×۳) اور الرحیم ۱۱۴ (۱۹×۶) مرتبہ آیا ہے ان کی رائے میں "الف"
کا حذف ہونے کا مقصد ہے کہ ۱۹ قائم رہے اور اسی طرح قرآن مجید کی حسابی تکمیل

پوری رہے۔

الرحمٰن الرحیم

یہ اللہ تعالےٰ کی رحمانیت کا مظہر ہے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ رحمان اور رحیم ہم معنی ہیں یعنی رحمت الٰہی ہے۔ رحمٰن اور رحیم صفت ذاتیہ ہے۔

کچھ کا خیال ہے کہ یہ صفت فعلیہ ہیں اور دونوں میں فرق بیان کیا ہے۔ ان کے نزدیک رحمٰن صیغہ مبالغہ ہے جس کا مطلب یہ ہے۔ اس کی رحمت ہر چیز کو اپنے اندر سمائے ہوئے ہے اور رحیم کا درجہ اس مفہوم کے لحاظ سے رحمٰن سے کم ہے۔ اسم رحمٰن غضبان اور سکران کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اور اسم رحیم، علیم اور کریم کے وزن پر صفت کا بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ رحیم کے مقابلہ میں رحمان میں زیادہ مبالغہ ہے اس وجہ سے رحمان کے بعد رحیم کا لفظ ایک زائد لفظ ہے جس کی چنداں ضرورت نہ تھی لیکن تاکید کے طور پر آگیا۔ اصلاحی صاحب کے خیال میں یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ ان میں سے ایک خدا کی رحمت کے جوش و خروش کو ظاہر کر رہی ہے۔ اور دوسری اس کے دوام و تسلسل کو، کیونکہ خداوندی میں جوش ہی جوش نہیں ہے۔ بلکہ پائیداری اور استقلال بھی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی مخلوق کو پیدا کیا اور اپنی پوری شان اور رحیمیت کے ساتھ ان کی پرورش اور نگہداشت کی۔ ان سے وہ غافل نہیں ہو گیا۔ اس کی رحمتیں اس کی چند روزہ زندگی تک محدود نہیں ہیں بلکہ اس کی رحمتیں ابدی اور لافانی زندگی میں بھی قائم اور دائم رہیں گی۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ رحمٰن کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت پوری مخلوق پر ہے خواہ وہ مومن ہوں یا نہ ہوں اور رحیم کے معنی یہ ہیں کہ وہ خاص مومنوں پر رحم کرنے والا ہے۔ اس کا مطلب یہ نکلا کہ لفظ رحمٰن خاص ہے اور معنی عام ہیں اور رحیم کا لفظ

عام ہے اور معنی خاص ہیں۔

مجاہدؒ کا ارشاد ہے کہ رحمٰن کا مقصد دنیا پر مہربانی ہے اور آخرت کے لئے وہ رحیم ہے ضحاکؒ کا خیال ہے کہ اللہ تعالےٰ آسمان والوں کے لئے رحمٰن ہے۔ اس نے ان کو آسمانوں پر رکھا۔ ان کو اطاعت سکھائی، دنیاوی لذتوں اور گناہوں سے محفوظ رکھا۔ وہ دنیا والوں پر رحیم ہے۔ جس کے لئے اس نے انبیاء بھیجے اور کتابیں اتاری۔ عکرمہؓ نے یہ رائے دی ہے کہ اللہ تعالےٰ ایک ہی ہمہ گیر رحمتوں کے ساتھ رحمٰن ہے۔ اور سو متفرق رحمتوں کے ساتھ وہ رحیم ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی سو رحمتیں ہیں اس میں سے ایک رحمت اللہ تعالےٰ نے زمین پر بھیجی ہے۔ اور اس کو تمام مخلوق پر تقسیم فرمائی ہے اور اسی کی بدولت وہ ایک دوسرے سے محبت و اخوت سے پیش آتے ہیں اور رحمت کے ننانوے ۹۹ حصے اپنی ذات کے لئے مخصوص فرمائے ہیں جن سے وہ قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔

ایک اور روایت ہے کہ رحمٰن وہ ہے جب اس سے کچھ مانگا جائے، تو بھلا فرمائے اور رحیم وہ ہے کہ جب اس سے کچھ نہ مانگا جائے تو وہ غضب فرمائے۔

الرحمٰن اور الرحیم کے متعلق اقوال

الرحمٰن : وہ ہے جو نعمتوں کے ساتھ مہربانی فرماتا ہے۔ وہ دوزخ سے بچاتا ہے۔ جیسے رب العزت ہے: وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا

"تم آتش جہنم کے کنارے پر تھے، اس نے تم کو نجات بخشی۔"

اللہ تعالےٰ رحمٰن ہے اور اس کی رحمت جانوں پر ہے۔ اللہ تعالیٰ رحمٰن ہے۔ وہ مصیبتوں کو دور کرتا ہے اور غلط اور صحیح راستہ واضح کرتا ہے۔ اللہ رحمٰن ہے وہ بڑے سے بڑا گناہ معاف فرماتا ہے، قبول اطاعت فرماتا ہے خواہ انسان اس میں مخلص

بھی نہ ہو اور اس اعتبار سے وہ رحیم بن جاتا ہے وہ رحمٰن ہے کہ معاشی کی درستی فرماتا ہے اور دکھ درد اور شرارت سے محفوظ رکھنے کی قدرت رکھتا ہے۔

الرحیم

اللہ تعالےٰ رحیم ہے وہ تکالیف کو دُور کرتا ہے اور دفع فرماتا ہے۔ اللہ تعالےٰ رحیم ہے وہ جنت میں داخل فرمائے گا۔ جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِیْنَ ۝

تم جنت میں امن اور سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔

رحیم کی حیثیت سے اس کی رحمت دلوں پر ہے اللہ رحیم ہے۔ وہ گناہوں کو معاف فرماتا ہے۔ وہ رحیم ہے جو غلط راستے سے بچاتا ہے، اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ وہ رحیم ہے کہ آخرت کو درست کرنے کے ذرائع عطا فرماتا ہے وہ رحیم ہے کہ رزق عطا فرماتا ہے۔ دوسروں کو کھانا کھلاتا ہے اور خود نہیں کھاتا۔

اللہ تعالےٰ اس پر رحمٰن ہے جو اس کا منکر ہے اور اس پر بھی رحیم ہے جو اس کو مانے وہ اس پر بھی رحمٰن ہے جو اس کی ناشکری کرے اور اس پر بھی رحیم ہے جو اس کا شکر بجا لائے۔ وہ رحمٰن ہے کہ مشرک پر بھی رحم فرمائے اور وہ اس پر بھی رحیم ہے جو اس کے مالک ہونے کا قائل ہو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پر کچھ نئی روشنی

جناب راشد خلیفہ صاحب نے حال ہی میں کمپیوٹر کی مدد سے قرآن کریم پر کچھ کام کیا ہے اور انہوں نے کچھ اہم باتیں دریافت کی ہیں، حضرت محمد ؐ کیونکہ خاتم النبین تھے لہذا یہ لازمی ہے کہ ان کا معجزہ لافانی ہو۔ معجزہ محمدیؐ قرآن مجید ہے جو کہ ابدی

اور لازوال ہے اور احسان الٰہی ہے

حضرت محمدؐ کے معجزہ کی کلید بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے جو کہ پہلی آیت قرآنی ہے، اس میں ۱۹ حروف ہیں۔ اس بات کا علم ہوا کہ اس آیت کا ایک ایک لفظ جو قرآن مجید میں آیا ہے وہ ۱۹ کا مرکب یا متفرب ہے۔ اگر ہر ایک لفظ کی علیحدہ علیحدہ گنتی کی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ وہ ۱۹ سے تقسیم ہو جاتا ہے پہلا لفظ اسم ہے جو قرآن مجید میں کل ۱۹ مرتبہ آیا ہے۔ اسی طرح اللہ ۲۶۹۸ (۱۹×۱۴۲) رحمٰن ۵۷ (۱۹×۳) اور رحیم ہے ۱۱۴ (۱۹×۶) ہے۔ قرآن مجید میں ۱۹ کا ذکر آیت ۳۰، ۲۹ سورہ مدثر میں موجود ہے اسی طرح اگر آپ نزول قرآن مجید کا مطالعہ کریں تو پہلی وحی میں سورہ علق کا نزول ہوا۔ اگر آپ غور فرمائیں تو اختتام قرآن سے یہ انیسویں سورت ہے اور اس میں ۱۹ آیات ہیں ان کی رائے میں سورہ مدثر کے انیس[۱۹] کا مقصد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ۱۹ حروف ہیں۔ انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے، کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ۱۹ حروف ایک مشاہدہ جو اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ قرآن مجید کتاب اللہ ہے اور یہ ان لوگوں کا جواب ہے جو بدقسمتی سے یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن مجید تصنیف انسانی ہے اور صحیفۂ آسمانی نہیں ہے۔

سورہ ق اور سورہ شوریٰ (حٰم عسق ق سے شروع ہوتا ہے) دونوں میں "ق" کی تعداد برابر ہے۔ ق دونوں میں ۵۷ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ مجموعی "ق" کی تعداد ۱۱۴ (۱۹×۶) ہے۔ اگر ہم یہ نتیجہ اخذ کریں کہ "ق" سے مراد قرآن مجید ہے۔ تو ق کی تعداد اور قرآن مجید کے سورتوں کی تعداد برابر ہے یعنی ۱۱۴ ہے۔ یہ اس بات کی شہادت ہے کہ قرآن مجید مکمل ہے اور اس میں کوئی ردّوبدل نہیں ہے۔

اسی طرح راشد خلیفہ نے بہت سارے حروف کا تجزیہ کیا ہے اور اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ وہ ۱۹ سے منقسم ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے فائدے

غنیۃ الطالبین میں یہ اندراج ہے۔ "تم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا کرو تاکہ اللہ کی طرف سے گناہوں کی معافی پاؤ۔ یہ فائدہ تو لوگوں کی زبانی (نوید مغفرت اور معافی) سننے پر ہے۔ جب حق تعالےٰ سے سنوگے تو کیا کچھ فائدہ ہوگا۔ تمہارا یہ سننا تو اس حال میں ہے کہ غم دنیا موجود ہے اس وقت سننا کیسا ہوگا جب وہ خود ساقی ہوگا۔ اب تو تمہارا سننا واسطے کے ساتھ ہے۔ لیکن بغیر واسطے کے سننا کیسا ہوگا۔ تمہارا اب سننا دھوکے کے گھر میں ہے لیکن وہ سننا کیسا ہوگا جب تم سردار (دارالاخرت) میں سنوگے۔ اب تو تمہارا سننا شیطان کے گھر میں ہے لیکن وہ تمہارا سننا کیسا ہوگا جو رحمٰن کے سایہ میں ہوگا۔ تمہارا اب سننا تو ایک کمزور بندے سے سننا ہے لیکن تمہارا یہ اس وقت سننا کیسا ہوگا جو بادشاہ رب الجلیل کی طرف سے ہوگا یہ تو صرف خبر کی لذت ہے تو نظر کی لذت کیسی ہوگی یہ تو خبر کی لذت ہے تو مشاہدے کی لذت کیسی ہوگی! یہ تو بیان کی لذت ہے تو ایمان کی لذت کیسی ہوگی! یہ معائنہ کی لذت ہے تو اندازہ کرو کہ حضوری کی لذت کیسی ہوگی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی برکت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، زاہدوں کے واسطے ایک منبع رحمت ہے۔ کمزور لوگوں کے لئے ماوا و ملجا ہے اور مضبوط لوگوں کے لئے عزت ہے۔ اپنے محبوبوں کے لئے بطور نور ہے اور مشتاقین کے لئے ایک سمندر کی حیثیت رکھتا ہے۔ روحوں کے لئے راحت اور جسموں کو نفس سے نجات دے کر پاک کرتا ہے درستی افعال ہے اور سینوں کو نور پر نور کر دیتا ہے۔ اہل ایمان کے لئے بصورت تاج ہے۔ اور بھٹکے ہوؤں کا چراغ ہے

بسم اللہ اس ذات باری تعالےٰ کا نام ہے جو محبولوں کو عزت اور منکروں کو ذلت دیتا ہے جس نے دشمنوں کو جہنم رسید کرنے کا عزم فرمایا ہے اور اہل ایمان کو دیدار کا دعوت نامہ دیا ہے یہ اس کا نام ہے جو واحد ہے اور گنتی سے خارج ہے یہ نام الباقی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ہر سورت کا آغاز ہے اس کے نام سے ذکر پُر کیف و باسرور ہے اسی نام سے نمازیں قایم ہوتی ہیں اس کا نام ہے جو ہستی پاک ہے اسی کے لئے آنکھیں پلک نہیں جھپکتیں کہ اس کا نام لیا جائے۔ دنیا سے بے بہرہ ہو کر اسی کا ذکر ہوتا ہے۔ اس کا نام ہے جو قیاس سے برتر ہے۔

پڑھو بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ہر حرف اس کا آپ کے لئے ہزار اجر کے برابر ہے اس کے صلہ میں گناہوں کی معافی ہوگی جس کسی نے اونچا پڑھا۔ دنیا اس کی گواہ ہوگی، جس کسی نے دل میں پڑھا آخرت اس کی شاہد ہوگی۔ اور جس کسی نے پوشیدگی سے پڑھا اس کے لئے مولا کی گواہی ہوگی۔

اس کے پڑھنے سے دل، دماغ اور دہن میں شیرینی پیدا ہوتی ہے۔ سب نعمتیں اس آیت پر پوری ہو جاتی ہیں اس میں جلال اور جمال دونوں متحد ہو جاتے ہیں۔ بسم اللہ میں جلال ہی جلال ہے اور الرحمن الرحیم میں جمال ہی جمال ہے۔ جس کسی نے جلال کا نظارہ کیا وہ فنا ہو گیا۔ اور جس نے جمال کا مشاہدہ کیا وہ زندہ ہو گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم کی صفت — کچھ اقوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھو، کیونکہ اس میں "ب" سے مراد باریؔ (البریا) ہے جس نے مخلوق کو پیدا کیا اور "س" استار خطایا یعنی گناہوں کی پردہ پوشی کرنے والا ہے اور "م" ممنان لعطایا یعنی اپنی نعمتوں سے مالا مال کر کے احسان فرماتا ہے۔

ایک قول ہے کہ "ب" مراد بری الاولاد اور "س" بندوں کی آوازوں کو سننے والا اور "م" دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔

ایک اور قول ہے کہ "ب" سے توبہ کرنے والوں کی گریہ وزاری (ابکاتا بئین) ہے اور "س" سے عبادت کرنے والوں کے سجدے (سجود العابدین) اور "م" سے گنہگاروں کی عذر خواہی (مذنبون) ہے۔ یہ بھی اظہار خیال ہے کہ ب بلایا، م سے معطی اور س سے ساتر کی ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ مصائب کو دور کرتا ہے۔ رحمٰن بخشش اور نعمتیں عطا کرنے والا اور رحیم گناہوں پہ پردہ پوشی کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے جو احسن الخالقین، خیر الرازقین اور خیر الغافرین ہے۔

اہل اسلام کی غفلت

جیسے جیسے اس دنیا نے نیا رنگ لیا۔ نئی تعلیم کا قلع قمع کیا۔ نئی تہذیب نے پرانی تہذیب کو خیر باد کہا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر تعلیم کے سلسلے میں چین بھی جانا پڑے تو ضرور جاؤ۔ مگر اس کا مقصد ہرگز یہ نہ تھا کہ آپ اپنے مذہب سے بے نیاز ہو جائیں۔ آپ ضرور علم سیکھیں اچھی باتوں میں ان کی تقلید کریں مگر بنیادی چیزیں ایمان اور مذہب سے بے بہرہ نہ ہو جائیں۔ وہ مذاہب جو اہل کتاب ہیں جیسے کہ یہود اور نصاریٰ وہ اپنے مذہب سے ہٹ چکے ہیں اور نئی نسلیں تو خدا تعالیٰ کے وجود سے منکر ہیں تو وہ کس طرح سے اپنے کسی کام کی ابتداء بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے کریں۔ ان کی تحریر و تقریر اس کے نور اور برکت سے محروم ہیں۔ مسلمان بھی اسی تقلید کا شکار ہیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو وہ دقیانوسیت اور ملائیت سے تشبیہ دیکر کسی چیز کے آغاز سے پہلے اس کا پڑھنا یا لکھنا معیوب سمجھتے ہیں۔

پرانے نصرانی گھرانوں میں آغاز طعام سے پہلے GRACE یعنی اللہ تعالےٰ کا شکرانہ ادا ہوتا ہے یہ اب سب پرانی کہانیاں ہیں۔ نئی تہذیب کے نام کے مسلمان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تلاوت کو ایک جرم تصوّر کرتے ہیں مگر مصیبت کے وقت اللہ یاد آہی جاتا ہے اس وقت بھی وسیلے ڈھونڈتے ہیں حالانکہ بارگاہ خداوندی میں پہنچنے کے لئے کسی وسیلے کی ضرورت نہیں ہے کس قدر بدقسمتی یہ چھوٹی سی آیت جو مانند کیمیا ہے اس سے ہم بے بہرہ ہو گئے کاش اللہ تعالےٰ اپنے نامی گرامی اور صفات رحمٰن اور رحیم سے ان کو صراط مستقیم کی راہ دکھلائے اور کیا کہا جاسکتا ہے سوائے انا للہ وانا الیہ راجعون ۰

اسلامک پروڈکشنز (اشرہ پورہ سرینگر) کی مطبوعات

۱۔ معجزہ محمدیؐ کا لافانی تسلسل

۲۔ فضیلت کی راتیں

۳۔ LET THE WORLD KNOW

۴۔ حرمت کے مہینے (ازیر اشاعت)

۵۔ THE MIRACLE OF QURAN "

۶۔ انّ اللہ وملئکتہ یصلّون علی النبی

۷۔ محمدؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام

خطاط : رلیشمی

ASL-133 Ahmad Deedat

AL-Quran The Ultimate Miracle

Islamic Book Service New Delhi

75-Pages.

ASL 134 — M. A. Fazili

Smajar The Society (What it should be)

ASL-135 — Bismillah ki Tafseer

Dr. Ahmad Tawfeeq Published by Mohd Ashraf Fazili

~~Aug~~ 1986 AD

ASL-136 Mujaza. Mohamadi ka Lafani Tasalsul

Rashid Khalife [illegible]

Translated by Dr Ahmad Tawfeeq Lahore - 1976

Published by Mohand Ashraf Fazili. [illegible]